بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

ابوحنیفہ

میر مراد علی خان

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی غلام تھے تیم اللہ ابن ثعلبہ جو حمزہ تیلی کے قبیلے سے تھا یہ قبیلہ خز فروخت کرتا۔ ابوحنیفہ کے دادا زوطی کابل کا باشندہ تھے جو غلامی میں آگئے تھے مگر ان کے والد ثابت مسلمان پیدا ہوئے۔ بقول ابوحنیفہ کے یہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ان کے باپ ثابت کو حضرت علیؑ نے برکت کی دعا دی تھی اور اسی وجہ سے اللہ نے دعا قبول کرلی۔ ان کے دادا نے حضرت علیؑ کو نوروز کے دن فالودہ کا تحفہ پیش کیا جس پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہمارا ہر دن نوروز ہوتا ہے۔ ابوحنیفہ کے اصحاب کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اصحاب رسولؐ کی ایک جماعت سے ملے تھے اور اُن سے روایات لی ہیں مگر یہ بات اہل نقل کے نزدیک ثابت نہیں۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ ''تاریخ بغداد'' میں ابوحنیفہ کے بارے بہت کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے خواب دیکھا کہ آپ رسولؐ اللہ کی قبر مطہر کو اکھیڑ رہے ہیں۔ (اس خواب کی تعبیر ناظرین کے ذمہ ہے)۔ تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان جلد ۵ ص ۴۵۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

ابوحنیفہ کو فخر ہو تو ہو مگر یہ ہمارے لئے ہرگز باعث فخر نہیں کہ ابوحنیفہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے شاگرد تھے۔ چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں اُن کا یہ فخریہ جملہ ملتا ہے **لولا السنتان لهلک النعمان** یعنی اگر یہ دو سال نہ ملتے تو (جو امام محمد باقر اور امام جعفر علیہما السلام کی خدمت میں بسر ہوئے) نعمان (ابوحنیفہ) ہلاک ہوگیا ہوتا۔

(عبدالحلیم جندی کتاب امام جعفر صادق ص ۸۳، نظرات فی الکتاب الخالدة، مولف حامد مفتی طبع قاہرہ، تفسیر جامع الجوامع مولف الطبرسی ج اول ص ۳۹۱، عبداللہ ابن سبا مولف السید عسکری ج اول ص ۱۶، المراجعات سید شرف الدین ص ۱۵)۔

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت نعمان میں تحریر فرماتے ہیں ''ابن تیمیہ کا یہ قول کہ ابوحنیفہ، امام جعفر صادقؑ کے ہم عصر تھے شاگرد نہیں تھے یہ دعوی غلط اور بے بنیاد ہے۔ حقیقتاً امام ابوحنیفہ، امام جعفر صادقؑ کے شاگرد تھے''۔

امام شافعی نے بیان کیا ہے امام مالک سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ تو امام مالک نے کہا ہاں میں نے اس شخص کو دیکھا ہے اگر وہ تجھ سے اس ستون کے متعلق بحث کرے تو اپنی حجت سے اسے سونے کا ثابت کردے۔ ابوحنیفہ قیاس کے امام تھے۔ ابوحنیفہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی اور بغداد میں دفن ہوئے۔ **تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان** جلد ۵ ص ۴۵۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق ص ۳۴۸ میں قیاس کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں کہ ''ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل سب قیاس کے قائل ہوئے ہیں اور ان کے مسائل کا ایک بڑا ماخذ قیاس ہے، لیکن قیاس کی بنیاد جس نے ڈالی وہ حضرت عمر فاروق ہیں۔ ابن حزم، داؤد ظاہری وغیرہ سرے سے قیاس کے قائل نہ تھے حالانکہ اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے اور مسائل شرعیہ میں اجتہاد کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا۔ قیاس کا وجود نہ تھا''۔ علامہ موصوف نے اس کے لئے مسند دارمی، ص ۳۲ کا حوالہ دیا ہے۔

''محبوب سبحانی غوث اعظم دستگیر پیران پیر'' عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے ص ۱۸۱ ''فرمایا رسولؐ اکرم نے سب سے بُرے اور بڑی بلا کے وہ فرقے ہوں گے جو دین کے کاموں میں اپنے قیاس اور عقل سے کام لیں گے۔ حرام کو حلال، حلال کو حرام بنائیں گے''۔

قال جعفر ابن محمد الصادق: لعله الذي يقيس الدين؟. فقال أبو حنيفة: نعم أنا ذلک أصلحک الله، فقال له جعفر: اتق الله ولا تقس الدين برأيک فإن أول من قاس برأيه إبليس إذ قال: أنا خير منه فخطا بقياسه فضل. اتق يا عبدالله! ولا تقس الدين برأيک

فإنا نقف غدا ومن خالفنا بين يدي الله فنقول قال الله وقال رسول الله و تقول أنت و أصحابک : سمعنا ورأينا فيفعل الله بنا و بكم ما يشاء۔حياة الحيوان الكبرى تاليف الدميرى متوفى ۸۰۸ ھ جلد اول ص ۴۴۹ باب الظاء المعجمة تحت الظبي؛ طبع دار الحيا التراث العربي بيروت لبنان۔

امام جعفر صادقؑ نے ابوحنیفہ کی سخت مذمت کی اور کہا: کہ اللہ سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے سے قیاس نہ کرو، اس لئے کہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا جبکہ اُس نے یہ کہا تھا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں پس اس قول سے اُس نے قیاس کیا اور گمراہ ہوا اس کے بعد امام جعفر علیہ السلام نے ابوحنیفہ سے چند سوال کئے جس کا جواب ابوحنیفہ دینے سے قاصر رہے۔ختم کلام پر امام جعفرؑ نے فرمایا: اے بندئے خدا! اللہ سے ڈر اور دین میں اپنی رائے سے قیاس مت کر۔ بلاشبہ ہم اور ہمارے مخالفین کل اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔پس ہم کہیں گے کہ اللہ اور رسول ﷺ نے جو کہا ہم نے اس کے مطابق احکام بتلائے اور تم اور تمہارے ساتھی کہیں گے ہم نے سُنا اور اپنے سے رائے دی۔حیات الحیوان الدمیری (اردو) ج ۲ ص ۴۱۹ باب الظاء المعجمة ، الظبی طبع ادارۂ اسلامیات لاہور پاکستان ۔۔تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان جلد ۱ ص ۲۳۷ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک الجوینی نے اپنی کتاب مغیث الخلق فی اختیار الاحق میں بیان کیا ہے کہ سلطان محمود بن سبکتگین ابوحنیفہ کے مذہب پر تھا اور علم حدیث کا بڑا شوقین تھا۔اُس نے فرقین کے فقہا کو جمع کیا اور ان سے کہا کے تم اپنے مذہب کی حقانیت کے بارے میں بحث کرو۔ چنانچہ یہ طے پایا گیا کہ اُس کے سامنے شافعی مذہب کے مطابق اور ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق دو رکعت نماز پڑھیں۔ تا کہ سلطان اس بارے میں غور وفکر کر سکے کہ کون حق پر ہے۔اس پر القفال مروزی نے مکمل طہارت اور طہارت کے معتبر شرائط ،ستر ، استقبال قبلہ کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا کہ یہ وہ نماز ہے کہ اس سے کم کو امام شافعی نماز قرار نہیں دیتے۔پھر انہوں نے اس طریق پر نماز پڑھی جس کو ابوحنیفہ کی فقہ میں جائز سمجھی جاتی ہے۔اس نے کتے کا رنگا ہوا (دباغت) چمڑا پہنا اور اس لباس کے چوتھے حصے کو نجاست سے آلودہ کیا اور نبیذ (شراب) سے وضو کیا اور وہ بھی اُلٹا پلٹا بغیر نیت کے نماز میں فارسی میں تکبیر الحرام کہی پھر بغیر رکوع کے اور بغیر فصل کے مرغ کی طرح دو ٹھونگیں سجدہ کے ماری پھر تشہد پڑھا اور اس کے آخر میں سلام پڑھنے سے قبل پاد ماری (گوز) اور کہا اے سلطان یہ ہے ابوحنیفہ کی نماز۔سلطان نے کہا اگر یہ نماز اگر تم ثابت نہ کر سکو کہ یہ ابوحنیفہ کی ہے تو میں تمہاری گردن ابھی مارتا ہوں کیونکہ اس قسم کی نماز کسی دین میں جائز نہیں قرار پا سکتی۔القفال نے کتب خانے ابوحنیفہ کی کتاب نکال کردی۔سلطان نے ایک نصرانی کاتب کو دونوں مذاہب کی کتابیں پڑھنے کا حکم دیا تو ابو حنیفہ کی نماز ایسے ہی پائی گئی جیسے القفال نے بیان کی تھی۔ چنانچہ سلطان نے ابوحنیفہ کے مذہبکو چھوڑ کر امام شافعی کے مذہب کو اختیار کیا۔تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان جلد ۵ ص ۲۱۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

برادران اسلام میں زیادہ تعداد ابوحنیفہ کے ماننے ولوں کی ہے اور ان میں اکثر کو پتہ بھی نہیں مسلمانوں کی بڑی بڑی شخصیتوں نے ابوحنیفہ کے بارے میں کیا کیا لکھا ہے۔

ثمّ أخرج عن سليمان بن حسّان الحلبى، قال : سمعت الاوزاعى ما لا أُحصيه يقول عمد أبو حنيفة إلى عرى الاسلام فنقضها عروة عروة .ثمّ أخرج عن سلمة بن كلثوم، وكان من العابدين، قال : قال الاوزاعى لمّا مات أبو حنيفة : الحمد للّه إن كان لينقض الاسلام عروة عروة .ثمّ أخرج عن ابن مهدى، قال : كنت عند سفيان الثورى إذ جاء نعى أبى حنيفة، فقال : الحمد للّه الذى أراح المسلمين منه، لقد كان ينقض عرى الاسلام عروة عروة، ما ولد فى الاسلام مولود أشأم على الاسلام منه۔ کہ میں سفیان ثوری کی خدمت میں تھا کہ ابوحنیفہ کی خبر موت سنی گئی تو سفیان ثوری نے کہا: الحمدللہ اور کہا: یہ اسلام کے حبل المتین کو توڑتا تھا اور اسلام میں اس سے زیادہ

بدنام کوئی پیدانہیں ہوا۔ **تأریخ بغداد ص ۴۱۳ : ج ۱۳ طبع دار الکتب العلمیة بیروت؛تاریخ صغیر بخاری ج ۲ ص ۹۳ أبی عبد الله محمد بن اسمعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ؛ الکامل عبد الله بن عدی ج۷ ص ۸۔**

علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری متوفی ۲۳۰ھ اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں ایک مقام پر تابعین کے پانچویں طبقہ میں جلد ششم ص ۳۹۰ پر اور مکرر جلد ہفتم ص ۳۴۱ میں بغداد کے محدثین کے طبقہ میں ابوحنیفہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

عبدالقادر جیلانی جن کو عقیدت مند محبوب سبحانی اور غوث اعظم ،دستگیر اور نا معلوم کیا کیا مانتے ہیں اپنی کتاب غنیۃ الطالبین طبع مکتبہ ابراہیمیہ لاہور کے صفحہ ۱۸۲ پر ''تہتر فرقوں کا بیان'' کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ ''اصل میں یہ تہتر (۷۳) گروہ دس گروہ ہیں۔(۱) اہل سنت،(۲) خارجی،(۳) شیعہ (۴)معتزلہ ، (۵) مرجیہ(۶) مشبہ ، (۷) بھمیہ، (۸) ضراریہ ، (۹) بخاریہ ، (۱۰) کلابیہ۔پس اہل سنت ایک ہی گروہ ہے اور خارجی فرقے میں ۵۱ فرقے ہیں اور معتزلہ میں ۶ فرقے ہیں اور بارہ فرقے مرجیہ میں ہیں اور ۲۳ فرقے شیعہ کے ہیں ، جھیمیہ ، بخاری ، ضراریہ ، کلابیہ۔ ہر ایک اُن میں ایک ایک گروہ ہے اور تین گروہ اہل مشبہ کے ہیں۔پس یہ سب ملا کر تہتر فرقے ہوئے جیسا کے رسولؐ اکرم نے اُنکی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ صرف ایک گروہ ہی نجات پانے والا ہے وہ ہے اہل سنت والجماعت کا''۔اس کتاب کے صفحہ ۱۹۳ میں عبدالقادر جیلانی ''محبوب سبحانی، پیران پیر'' لکھتے ہیں کے مرجیہ فرقہ میں بارہ فرقے ہیں '' جھیمیه، صالحیه، شمریه، یونسیه،یونانیه ، بخاریه،، غیلانیه،شیلبیه ، حنفیه ،معاذیه ، مرسیه، کرامیه،۔اسکے بعد صفحہ ۱۹۴ حنفیہ کی تفسیل میں لکھتے ہیں کہ یہ حنفیہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے۔چنانچہ بربنا تقسیم عبدالقادر جیلانی:۔

(۱) حنفیہ فرقہ اہل سنت نہیں ہے۔(۲) اور چونکہ صرف اہل سنت ہی جنتی ہیں اور نجات پانے والے ہیں لہذا حنفیہ فرقہ جنتی نہیں ہیں۔

اڈاکٹر محمود مصری نے ایک مقالہ لکھا ''شیعہ اور سنی'' جو مصر میں ''مختار الاسلامی'' شمارہ ۹۰ طبع ۸ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ صفحہ ۳۱ میں تحریر کرتے ہیں۔

Imam Malik said that Abu Hanifa was the worst of people and that it would have been easier for him to raise his sword against Muslim.

الخطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد و مدنیة الاسلام طبع ۱۴۱۷ھ دارالعلمیۃ بیروت،جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۲ میں کہ ''امام مالک نے کہا کہ ابو حنیفہ کا فتنہ زیادہ نقصان دہ بہ نسبت شیطان کے فتنہ سے''۔ **كانت فتنة أبی حنيفة أضرّ علی هذه الامّة من فتنة إبليس۔تأريخ بغداد ۴۱۶ : ۱۳ ط . دار الکتب العلمیة بیروت۔**

عن الامام مالک بن أنس، قال : ما ولد فی الاسلام مولود أضرّ علی أهل الاسلام من أبی حنيفة۔ تأريخ بغداد ۴۱۵ : ۱۳ ط . دار الکتب العلمیة بیروت. ''امام مالک نے کہا کہ اسلام کو ابوحنیفہ سے زیادہ کسی نے نقصان نہیں پہنچایا''۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۸ ہے کہ ''امام شافعی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ سے زیادہ کسی نے بھی دین میں فساد نہیں کیا''

اسی کتاب کے صفحہ ۴۱۱ میں امام شافعی کا قول کہ ''ابوحنیفہ کے فتوے مسلسل ایسے بدلتے ہیں جیسے گرگٹ کا رنگ''۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۵۳، ۴۵۴ پر ہے کہ ابن مبارک کہتے ہیں جو شخص ابوحنیفہ کی کتاب ''الحیل'' پڑھ لے تو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر سکتا ہے۔میں نہیں سمجھ سکتا کہ کتاب الحیل کو شیطان کے سوا کسی اور نے بنائی ہو۔وہ مجلس جس میں نبیؐ پر درود نہ بھیجا گیا ہو وہ ابوحنیفہ کی مجلس ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۱۰ پر ہے کہ ''امام شافعی کہتے تھے کہ میں نے ابوحنیفہ کے پیروکاروں کی ایک کتاب دیکھی جس میں ۱۳۰ ورق تھے اس میں سے ۸۰ ورق قرآن اور سنت کے خلاف تھے''۔

وأخرج الخطيب أيضاً بالاسناد إلى وكيع، قال : اجتمع سفيان الثوری، وشريک، والحسن بن صالح، وابن أبی ليلی، فبعثوا إلى أبی حنيفة، فأتاهم، فقالوا له : ما تقول فی رجل قتل أباه، ونکح أُمّه، وشرب الخمر فی رأس أبيه؟ فقال : هو مؤمن، جلد ۱۳ ص ۲۷۰ پر ابوحنیفہ کا فتویٰ درج ہے کہ ''کوئی شخص اپنے باپ کو قتل کرے اور اپنی ماں سے نکاح کرے اور اپنے باپ کی کھوپڑی میں شراب پئے تو بھی مومن باقی رہتا ہے''۔

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۲۵۱ پر تحریر ہے کہ امام ابوحنیفہ ۱۰۰ مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔

درالمختار جلد دوم اردو ترجمہ طبع سعید کمپنی کراچی ص ۴۷۴ میں ہے ''اجرت پر لی ہوئی عورت سے زنا کرنے پر کوئی شرعی حد نہیں''۔

اسی کتاب کی جلد اول ص ۱۰۶ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ میں ہے اگر مسجد میں دو امام نماز کے لئے جمع ہو جائیں تو زیادہ حق کس کا ہوگا اس کا تصفیہ اس طرح ہوگا (۱) جس کے پاس مال زیادہ ہو (۲) جس کی شان وشوکت زیادہ ہو، (۳) جس کی بیوی زیادہ خوبصورت ہو (۴) جس کا سر بڑا ہو اور عضو تناسل چھوٹا ہو۔

تحفۃ العجم ترجمہ اردو کنز الدقائق کتاب الحدود ص ۱۷۵ میں ہے ''اگر اپنی محرم عورت سے نکاح کیا اور صحبت کی یا اجنبی عورت سے معین مقام کے سوا اور جگہ سے کام نکالا یا کسی کے ساتھ لواطت کی یا کسی جانور کے ساتھ حرکت کی یا دار الحرب میں یا باغیوں کے ملک میں زنا کیا کیا حد نہیں آوےگی''۔

اسی صفحہ پر ہے ''اگر اُجرت دے کر زنا کیا تو حد نہیں''۔

اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۶ تحریر ہے کہ ''اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے ہندہ سے زبردستی زنا کیا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ ہندہ راضی تھی تو حد نہیں''۔

سورۃ النساء حرمت عليکم أمهتکم ۔آیت ۲۳ امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر جلد سوم ص ۳۶۹ پر تحریر فرماتے ہیں المسألة الثالثة : قال الشافعی رحم الله : إذا تزوج الرجل بأمه و دخل بها يلزمه الحد و قال أبو حنيفة رحم الله لا يلزمه کہ ''امام ابوحنیفہ کے نزدیک ماں سے نکاح کرنے پر کوئی حد نہیں''۔

فتاوی قاضی خان طبع ۱۹۲۶ء جلد ۴ ص ۸۲۰ کتاب الحدود میں ہے ''شوہر دار عورت سے زنا کرنے پر کوئی حد نہیں''۔

اسی کتاب صفحہ ۸۲۱ پر ہے ''ماں، بہن، بیٹی، خالہ سے بعد از نکاح زنا کرنے پر کوئی شرعی حد نہیں ہے''۔

علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب ''تاریخ الخلفاء''۔طبع نفیس اکیڈیمی کراچی طبع پنجم مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۸۷ پر لکھتے ہیں کہ ''سلفی نے ابن مبارک کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہارون رشید کا خلیفہ بننے کے بعد ایک لونڈی پر دل آ گیا اور اس سے اپنی خواہش پوری کرنی چاہی تو لونڈی نے کہا کہ یہ آپ کے لئے جائز نہیں کیونکہ میں آپ کے باپ کے ساتھ رہ چکی ہوں۔ چنانچہ اس نے خلیفہ امام ابوحنیفہ امام ابویوسف سے مسئلہ پوچھا، امام ابویوسف نے کہا کیا ضروری ہے کہ یہ سچ بول رہی ہے۔ابن مبارک کا بیان ہے کہ ''کن کن امور پر تعجب کروں کیا اُس بادشاہ پر جس کے قبضہ میں مسلمانوں کی حکومت ہے جو اپنے باپ کی عزت کا بھی خیال نہیں کرتا، یا اُس لونڈی پر جس نے ایسے بڑے بادشاہ سے صحبت کرنے سے انکار کیا یا روئے زمین کے اسوقت کے فقیہ و قاضی پر جس نے فتویٰ دیا کہ اپنے والد کی مدخولہ سے مل سکتے ہو اور اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو اور یہ بوجھ (گناہ) کا اپنی گردن پر لا دلیا''۔ اسحٰق بن راہویہ کا بیان ہے ہارون نے امام ابویوسف سے جب یہ مسئلہ پوچھا اور خوش ہو کر ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اس پر امام صاحب نے کہا صبح ہونے سے پہلے ہی ادائیگی کا انتظام فرما دیجئے۔

قاضی ابویوسف خلیفہ امام ابوحنیفہ سال کے آخر میں اپنا مال اپنی بیوی کو دے دیا کرتے تھے اور بیوی کا مال اپنے نام تا کہ زکواۃ ساقط ہو جائے۔احیاء العلوم

امام غزالی جلد اول ص ۹۵۔

اس مضمون میں ہم نے خطیب بغدادی کی کتاب تاریخ بغداد کا حوالہ دیا ۔ یہ مناسب ہے کہ خطیب بغدادی کا تعارف بھی کرا دیا جائے:

حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی صاحب تاریخ بغداد کی ولادت ۳۹۲ھ م ۱۰۰۲ء اور وفات ۴۶۳ھ م ۱۰۷۱ء۔ علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد سوم ص ۵۸ ۷ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ بہت بڑے عالم نامور حافظ حدیث تھے۔ ابوالحسن ہمدانی کہتے ہیں خطیب کی وفات کے ساتھ یہ علم بھی مر گیا۔

بہت سی کتب تواریخ میں ان کی تاریخ کے حوالے ملتے ہیں اور ان پر اعتماد واعتبار کیا گیا ہے مثلاً تاریخ الخمیس، مواہب الدنیہ، تاریخ ابوالفداء۔

آخر میں صاحب درمختار کا قول پیش خدمت ہے کہ ان صاحبان مذہب کو خود اس کا یقین نہیں کہ اُن کا مذہب برحق ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ مذھبنا صواب یحتمل الخطاء و مذهب مخلفنا خطاء يحتمل الصواب الدر مختار مصنف علاء الدين الحصفكي جلد اول ص ۵۱ طبع دار الفکر بیروت۔ یعنی ہمارا مذہب حق ہے مگر باطل ہونے کا احتمال ہے اور ہمارے غیر کا مذہب باطل ہے مگر اس میں حق ہونے کا احتمال ہے۔ (اردو) درمختار جلد اول ص ۱۸۔ حاشیہ ردمختار تالیف ابن عابدین طبع دار الفکر بیروت جلد اول ص ۵۱ تحریر ہے۔ بأن مذهبنا صواب البتة، ولا بأن مذهب مخالفنا خطاء البتة۔

حرف آخر یہ کہ مسلمانوں کی تصنیفات اور اُن کے بیانات کا آج اگر جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ احمقانہ تقدس کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور کسی خود ساز خلیفہ وامام کی عظمت، یا کسی ولی و مرشد کی معجزہ نمائی، کسی مسئلہ شرعی کے رواج کے لئے آج تک انہیں جعلی احادیث کا سہارا لیا جارہا ہا اور انہیں تقدس کے اثرات اور اسلام کی مدد کا درجہ دیا جارہا ہے۔ جن کتب کے حوالے دئے گئے ہیں اسوقت بھی دستیاب ہیں۔ مگر شرط کھلے ذہن سے پڑھنے اور سمجھنے کی ہے حق خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔

بعد وفات رسالت مآبؐ مدینہ سرکار (سرکار مدینہ نہیں) ہو یا بنی اُمیہ ہو یا بنی عباس اُن کا بغض وعناد جو بنی ہاشم سے تھا اُسکا عذر قابل فہم ہے کہ چونکہ وہ اقتدار اور حکومت کے خواہاں اور حریص سلطنت تھے اس لئے بنی ہاشم کا وجود اُن کی آنکھوں میں ہمیشہ کھٹکتا رہا مگر آج کل کے ہوا خواہان کے متعلق کیا کہا جائے گا جو آج بھی اس روشن زمانے میں انتہائی بےشرمی سے اِن کا دم بھرتے ہیں حالانکہ انھیں معلوم ہے کہ اِن سے دنیا ہی ملنے کی امید ہے نہ آخرت ہی سے کچھ حصہ پائیں گے۔ علامہ ذیشان حیدرؒ جوادی طاب ثراہ فرماتے ہیں:

قابل حیف ہے یہ حادثۂ علم و ہُنر
کیسے انسان کو مٹا دیتا ہے یہ ضعفِ نظر
آنکھ اندھی ہو تو پتھر نظر آتے ہیں خدا
عقل اندھی ہو تو پھر نورِ خدا بھی ہے بشر